# Submission of E-contents

1. Name: DR. MD. ZEYAUR RAHMAN,
2. Designation: Associate professor
3. Department/College: Urdu / S.Sinha College, Aurangabad
4. Subject: URDU
5. Course Type : (UG/PG/UG Vocational Courses/PG Vocational Courses/Medical/Para-Medical/LAw/Technical/ Educational/ Diploma) write anyone : PG
6. Course (B.A/B.Sc/B.Com/M.A./M.Sc/M.Com) write anyone :
   M.A. 4th Sem, Paper - 14
7. Title/Heading of e-content : IQBAL KI NAZM SHIKWA KA FUNNY TAJZIA
8. Image to be displayed with e-content (1125x750 in jpg or png only): drive link
9. PDF of e-content (in . pdf and < 10Mb ) : drive link
10. URL from YouTube Video of e-content:
11. Whatsapp Number * 9431632576

NOTE: In Sr.No.9 &10, One must be filled.

Fill and send to munodalgaya@gmail.com

09-9-2020

# اقبال کی نظم شکوہ کا فنی تجزیہ

M.A. 4th Sem Paper-14

نظم شکوہ کا فنی تجزیہ کیجیے تو اس کے کئی پہلو سامنے آتے ہیں۔ سب سے پہلے جس چیز پر نظر پڑتی ہے وہ نظم کا فارم ہے۔ اقبال کا سب سے پسندیدہ فارم ترکیب بند ہے جس میں غزل کی سی ایمائیت ہوتی ہے۔ شکوہ میں اقبال مسدس کا فارم اختیار کرتے ہیں۔ مسدس کا ہر بند چھ مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے جن میں سے پہلے چار مصرعے ہم قافیہ (و ہم ردیف) ہوتے ہیں باقی دونوں مصرعوں کا قافیہ یکساں ہوتا ہے اور ردیف ہے تو وہ بھی۔ حالی نے بھی اپنی نظم "مد و جزر اسلام" کے لیے مسدس کا ہی انتخاب کیا تھا۔ 'شکوہ' پر حالی کی مسدس کا عکس صاف نظر آتا ہے۔ دونوں کا موضوع بھی کسی حد تک یکساں ہے۔ ماضی کے مسلمانوں کی شان و شوکت کا بیان دونوں نظموں میں موجود ہے۔

ترکیب بند کی بہ نسبت مسدس میں تسلسل بیان کی زیادہ گنجائش اور اظہار خیال کی زیادہ آزادی ہے۔ سینے میں خیالات کا طوفان بپا ہو تو بقول اقبال "گفتار کے اسلوب پر قابو نہیں رہتا" اور اس صورت میں انسان اپنی بات تیزی کے ساتھ اور بغیر کسی بناو سنگھار کے کہہ ڈالنا چاہتا ہے۔ سرسید کے اسلوب پر گفتگو کرتے ہوئے حالی نے لکھا ہے کہ کسی گھر میں آگ لگی ہو اور وہ مدد کے لیے پڑوسیوں کو بلانا چاہے تو زبان کی تراش خراش پر توجہ نہیں کر سکتا۔ دل کی بات سادہ الفاظ میں ادا ہوتی ہے۔ بالکل یہی حالت اقبال کی اس وقت تھی جب وہ شکوہ لکھ رہے تھے۔ بات کو پوری قوت سے ادا کرنے کے لیے انھوں نے مسدس کا فارم اختیار کیا۔

شعری وسائل سے بھی شکوہ میں اور نظموں کی بہ نسبت کم کام لیا گیا ہے۔ تشبیہیں ہیں مگر کم

استعارہ بھی مگر تشبیہ سے بہت کم۔ تشبیہ سے خیال میں وضاحت پیدا ہوتی ہے۔ استعارہ ابہام کو راہ دیتا ہے اور اس نظم میں ابہام کی گنجائش نہیں تھی۔ یہ ایک خطابیہ نظم ہے۔ عام تجربہ بھی یہ ہے کہ کھلے مجمع تصنع اور تکلف کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ان کے لیے سیدھی سادی، واضح اور واشگاف زبان کی ضرورت ہوتی ہے۔ شکوہ میں ایسی ہی زبان استعمال ہوئی ہے۔ اس نظم میں جوش و جذبے کی فراوانی ہے اور یہی موضوع کا تقاضا تھا۔ استعارات و تشبیہات نسبتاً کم ہیں مگر اس نظم میں موجود ہیں۔ اس سلسلے میں پہلے اور آخری چار بند خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ شاعر کہتا ہے۔ ہمنوا! میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں؟ تیسرے بند کے یہ مصرعے ملاحظہ ہوں۔

پھول تھا زیبِ چمن، پر نہ پریشاں تھی شمیم

اور

بوئے گل پھیلتی کس طرح جو ہوتی نہ نسیم

نظم کا آخری حصہ جس میں شاعر بلبل کے پردے میں خود اپنا ذکر کرتا ہے خوبصورت تشبیہوں اور استعاروں سے لبریز ہے۔

عہدِ گل ختم ہوا ٹوٹ گیا سازِ چمن ۞ اڑ گئے ڈالیوں سے زمزمہ پردازِ چمن

اس کے علاوہ پیکر تراشی کے اچھے نمونے بھی اس نظم میں موجود ہیں۔ اس نظم کی ایک اور فنی خصوصیت ہے کہ اس میں استفہامیہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔ بلاشبہ شاعر کی توجہ مواد پر مرکوز رہی لیکن آدابِ شاعری کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا اور اس کی خوش آہنگی نے بھی اس کی مقبولیت میں اضافہ کیا۔

DR. MD. ZEYAUR RAHMAN,
Associate professor,
Deptt. of Urdu, S. Sinha College, Aurangabad

Course: M.A. 4th Sem., Paper - 14

Title/Heading of E-Content: IQBAL KI NAZM SHIKWA KA FUNNY TAJZIA

What app. No. 9431632576